تثلیث پر نظرِ ثانی

کیونکہ ہم جسم میں چلتے تو ہیں مگر جسم کے طور پر لڑتے ہیں ۔ اسلیے کہ ہماری لڑائی کے ہتھار جسمانی ہیں بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کو ڈھا دیں ہم تصورات کو ڈھا دیتے ہیں ۔ بلکہ ایک بلندی کو جو خدا کی پہچان کے خلاف بلند ہوتی ہے ۔ اور ہم ہر ایک ذہن کو قید کر کے مسیح کا فرمانبردار کر دیتے ہیں اور ہم تیار ہیں کہ جب تمہاری فرمانبرداری پوری ہو تو ہم ہر طرح کی نافرمانی کا بدلہ لیں ۔

نمبر 3۔حق تصنیف 20003۔جان ڈبلیو روبنز پوسٹ آفس بکس 68، یونیکوئی،
ٹینیسی 37692۔نومبر تا دسمبر 1982ء

ای میل:tjtriniyfound@aol.com
ویب سائیٹ:www.trinityfoundation.org
ٹیلی فون: 423-743-0199 فیکس: 423-743-2005

خدا کی بادشاہت

(جارڈن ایچ کلارک)

کافی مسائل پر پہلے ابواب میں سیر حاصل گفتگو کر لی گئی ہے ۔عہود، مجسم کا بھید تسلی واطمینان، اور جس کی دراصل ضرورت ہے یہ سب خدا کی بادشاہت کے مضمون میں شمار کیے جاتے ہیں ۔ایک سوال جو پہلے پوچھا گیا تھا کہ کیا خدا انصاف کے ساتھ ہر ایک کو اپنی بادشاہت عطا کرے گا۔ہوجز نے انصاف کی حمایت کی اور بادشاہت کو رد کر دیا۔قاری کو فیصلہ کرنے دیں کہ کیا اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع اپنے باپ کے دل سے مطمئن تھا۔یہ رسالہ کیا ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ ہوجز اور دوسروں نے ان دونوں کے درمیان غلط تعلق جوڑ دیا ہے۔یا وقت سے پہلے مزہ چکھنا چاہتے ہیں ۔انصاف ازخود بادشاہت پر انحصار کرتا ہے ۔یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ان دونوں کا باہم میل بہت ضروری ہے ۔ہوجز کی الٰہیات تقریباً ہر بات میں معصوم نظر آتی ہے۔تاہم اُسکے چند فقرے پریشان کر دیتے ہیں (جیسا کہ میں نے دوسری اشاعتوں میں

بھی اشاراً سمجھایا تھا)

صرف سوال یہ ہے کہ انصاف کا خدا کی بادشاہت سے کیا تعلق ہے؟ یہ سوال صرف کیلون ازم کے دائرہ میں اُٹھ سکتا ہے۔لوتھرن الہیات خدا کی نسبت انسان کے گرد گھومتی ہے۔کروتھ لوتھرن الہیات کا شعلہ بیان صابر الہیات ہے۔اس کی تحریر (پاسٹر کی اصلاح اور اسکی الہیات) ہے 123FF اس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ آرمینیس کا انتخاب، لوتھرزم سے متاثر ہوا تھا۔کروتھ کی قابل ذکر مثال آرمینس کا انتخاب اور کیلون کے پانچ نکات کی نفی ہے۔یہ کیلونسٹ تھا نہ کہ آرمینس جس نے ٹی یو ایل آئی پی کو کیلون ازم کی روح قرار دیا۔اس پر کروتھ کہتا ہے کہ آرمینس ازم اور لوتھرزم ایک ہی ہیں۔کچھ بیس کیلونسٹ اس کو جزوی طور پر قبول کرتے ہیں۔اے، ایچ سٹرونگ (ترتیب کے ساتھ الہیات 11-635 کہتا ہے۔ہم یہ کہنا زیادہ پسند کرتے ہیں کہ خدا عدل کرتا ہے بجائے اس کے کہ خدا بادشاہی کرتا ہے۔اس کا بیان ہمیں آدم کے گناہ کی طرف لے چلتا ہے کہ آدم نے اور بعد میں اُسکی نسل نے گناہ کیا۔اب سٹرانگ ان دونوں کے درمیان تعلق کو ظاہر کریگا۔یہ بیان سراسر مشکوک ہے۔کیونکہ اگر اس بات کی گہرائی تک جایا جائے تو یہ خدا کی بادشاہت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔سٹرانگ پانچ نکات کے ذریعے اپنے نقطہ نظر کو بیان کرتا ہے۔پہلا ہے، زمانہ آزمائش (آدم کے بارے میں) کا زیادہ گہرا تعلق خدا کے انصاف کے ساتھ ہے بجائے ہر ایک کی انفرادی آزمائش کے، اگر ہم اس فقرے کو یہاں پر ہی ختم کریں تو زیادہ تر لوگ کہیں گے کہ ہر ایک کی شخصی آزمائش زیادہ واجبی ہے جبکہ تہمت کا انحصار زیادہ تر بادشاہت پر ہے۔دراصل فقرہ آگے بھی چلتا ہے۔کہ یہ ہر ایک ناواقفیت، پیدائشی، محرومیت اور برائی کا نتیجہ تھا۔تمام خدا کے خلاف فیصلہ کرنے کے لیے رضامند تھے۔لیکن برائی کے نتیجے کی استثنا نے صورتحال کو جھوٹا قرار دے دیا آدمی بھی برابر کا ناتجربہ کار تھا۔لیکن ہر ایک کی آزمائش تو تب کہا جاتا جب سارے آدم کی طرح معصوم ہوتے۔یہی وہ نظریہ ہے جو پیدائشی محرومیت کو رد کرتا ہے۔یہاں پر دلائل دوہرا فیصلہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔دوسرا (فطرتی مزاج جس کے تحت ہر ایک گناہ میں گر جاتا ہے۔یہی مزاج ہر ایک کے لیے لازماً نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔اس سوال کا جواب بن سکتا ہے،نہیں بلکہ بن جاتا ہے،ہونا چاہیے

۔نجات ہر ایک ے لے یقینی ہونی چا ہیے۔شاید سٹر انگ کی باقی دلیلوں کونظر انداز کر دینا ہی عقلمندی ہے۔

میرے نزدیک سٹر انگ کے سارے حقائق آپس میں کوئی مطابقت نہیں رکھتے۔لیکن قاری خود ہی سٹر انگ کے ان خیالات کا مطالعہ اور فیصلہ کر سکتا ہے۔۔۔۔

تاہم جیسا کہ ابھی بتایا گیا ہے کہ مسئلہ ضرور ہے لیکن یہ مسئلہ کیلون ازم کے ساتھ ہے۔کیونکہ دوسری الٰہیات کی طرح یہ بھی انصاف اور بادشاہت دونوں پر زور دیتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ان دونوں کا آپس میں کیسے تعلق ہے؟اس حوالے سے چارلس ہوجز کا اپنی نوعیت کا الگ ہی کہنا ہے۔اس کے اپنے اندر ہی خلاف قیاس پایا جاتا ہے۔نقطہ یہ ہے (ترتیب کے ساتھ الٰہیات 1-539)،خدا کے احکامات آزاد ہیں، اور درج ذیل باتیں اس کا حصہ ہیں۔

ا۔وہ (احکامات) شائستہ تحاریک ہیں جو کافی حکمت کے ساتھ تشکیل دی گئی ہیں۔یہ ضرورت کی تعلیم متعارف کرواتی ہے جو بتاتی ہے کہ خدا ضرورت کی فطرت کے تحت کام کرتا ہے۔اور جو کچھ بھی رونما ہوتا ہے وہ ارتقا کے قانون کی وجہ سے ہے یا الٰہی ہستی کے ظہور کی وجہ سے ہوتا ہے۔یہ خدا کو اُسکے حقیقی مقام سے پرے لے جاتا ہے۔جس کا مطلب ہے کہ خدا بغیر مقصد کے کام کرتا ہے۔یہی تعلیم یہ بھی شعور دیتی ہے کہ جانوروں کو عقل سے نہیں نوازا گیا اسلیے وہ جبلت کے لحاظ سے جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ اعلیٰ وارفع فہم کے تحت کرتے ہیں۔وہ کام جو جبلت کے تحت انجام پاتے ہیں وہ آزادانہ کام نہیں ہوتے۔آزادی ایک منطقی چیز ہے جو عقل سے تعلق رکھتی ہے اسی لیے یہ براہ راست خدا سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ خدا بھی عظیم منطقی ہستی ہے اور اُسکے احکامات آزاد ہیں۔اس لیے وہ آزاد ہے وہ تخلیق کرے یا نہ کرے۔کام کرے یا نہ کرے۔کوئی فضول ضرورت کے لیے وہ حرکت میں نہیں آتا۔بلکہ اپنی آزاد مرضی سے وہ کام کرتا ہے۔

یہ پیرا پریشان کرتا ہے۔لیکن اسکا جائزہ لینے سے پیشتر ہم اسے چند حصوں میں منقسم کر لیتے ہیں تاکہ ہوجز کی راسخ الاعتقادی واضح طور پر ظاہر ہو سکے۔

خدا کے حکم آزاد ہیں کہ مطلب ہے کہ بالکل درست یا شاہی حکم خدا کے حکم کوئی شرطیہ نہیں ہیں۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ کوئی بھی واقعہ خدا کے حکم سے رونما ہوتا ہے تو اس میں شرط پائی جاتی ہے۔لیکن خدا کا مقصد اس میں نہیں پایا جاتا۔ یہ خدا کی ذات بہت بڑا خاصہ ہے کہ وہ خود فیصلہ کرتی ہے اور بعض چیزوں کو بھید کی صورت میں رکھتی ہے۔ اگر خدا کی ہستی کوئی بھی کام بے مقصد کرتی ہے یا انتظار کرتی رہتی ہے کہ کب شرط پور ہو اور کب یہ کام رونما ہو تو پھر اُسکے احکامات کبھی بھی ابدی اور دیرپا نہیں ہو سکتے۔

یہ پیرا پہلے بیان کیے گئے میرے سے زیادہ واضح اور شفاف ہے۔ہم اول الذکر پیرے سے متفق ہیں کہ ہر ایک چیز کے بارے فرمان الٰہی منطقی ہے۔ اس فقرے سے میں سمجھ گیا کہ تاریخ کا سارا منصوبہ الٰہیاتی ہے۔ پہلے رونما ہونے والے واقعات بعد میں ہونے والے واقعات کی تیاری کے لیے تھے۔یہودی کی دغابازی گرفتاری اور مصلوبیت کی تیاری تھی ۔لیکن یہ سوجز کی سوچ کے برعکس ہے کیونکہ یہ ضرورت کی تعلیم پر پورا نہیں اترتی۔شاید کوئی یہ خیال رد کر دے کہ خدا کی ہستی میں ارتقا پایا جاتا ہے۔ ارتقا تو تاریخ میں پایا جاتا ہے ۔صرف، لفظ واضح نہیں ہے۔ جب ہوبز یہ کہتا ہے کہ خدا صرف ضرورت کی فطرت کے تحت کام کرتا ہے تو یہاں پر فطرت سے مُراد فزیکل کائنات ہے۔۔۔۔۔شاعر حضرات نے بھی اسے مادر نیچر کہا ہے تو جیسے سپینوزا کہتی ہے کہ ہم ہوبز کے اس بیان سے متفق ہیں۔

ہوبز نے سپینوزا کو جو حوالہ دیا جاتا ہے اُس سے وہ اس خیال کو مزید مضبوط بنا رہا ہے کہ وہ کائنات کے متعلق سوچتا ہے۔ سپینوزا ایک فطرت کو ماننے والی خاتون ہے اُس کا ایمان ہے کہ یہ کائنات، یہ دنیا ہی خدا ہے۔ اس لیے وہ اکثر یہ فقرہ بولتی رہتی ہے۔ دنیا اور فطرت خدا ہے۔میرا خیال ہے کہ ہوبز نے مادر نیچر کو خدا کی فطرت سے ملا دیا ہے۔ اہم سوال یہ ہے کہ کیا خدا اپنی فطرت کے تحت وہی کام کرتا ہے جو ضروری ہوتے ہیں؟ کیا خدا کسی کو نہیں بچا پائے گا؟ اگر خدا ایسا کر پائے گا تو انٹونی فاتح ہوگا اور اگر خدا ایسا نہ کر پایا تو ڈیڈی گو سے کو شکست ملے گی ہینری چہارم؟ اگر انٹونی ہار جاتا ہے اور خدا اُسکو ہار سے بچا نہ پایا تو پھر یہ اُس نظریے کے برعکس ہوگا جو ہوبز کا ہے کہ خدا بغیر مقصد کے کام کرتا ہے۔ پھر خدا کی اعلی وارفع فہم کا بھی کوئی وجود نہ کہ وہ جانور جن کے پاس عقل جیسی خصوصیت نہیں وہ بے لگام چھوڑ

دیئے جائیں۔بہتر یہ تھا کہ ہوبز سپنوزازم کو بالکل رد نہ کرتا بلکہ اُنکو کہتا ہے میرا نظریہ بھی آپ کے نظریے کے قریب تر ہے۔ان میں سے ایک خیال خدا اور اُسکے احکامات کا بھی ہے۔

ہوبز نے یہ بھی کہا کہ اعتماد اور اطمینان آزادی کا نام ہے۔خدا تخلیق کرنے یا نہ کرنے کے لیے آزاد ہے۔خدا انسان کو نجات دینے اور نہ دینے کے لیے آزاد ہے۔اور اگر خدا اپنی مرضی سے لوگوں میں سے چند کو نجات دینے کے لیے چُنتا ہے تو پھر اُس نے مسیح کو قربانی دینے کے لیے مجبور کیا ہوگا۔پھر وہ آزاد نہ ہوا۔یہ کہنا بجا ہوگا۔کہ یہ ساری گفتگو انسانی مرضی اور آزادی کے گرد گھومتی ہے۔بہر حال میں خدا کی آزادی کا خیال واضح کرنا ہوگا۔آزادی کے بارے کچھ ایسی باتیں بھی ہوئی ہیں جنکا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔انسان بیماری سے آزاد ہوسکتا ہے۔اگر چہ یہ مثالیں موضوع سے تعلق نہیں رکھتیں لیکن ایک نقطہ ضرور واضح کرتی ہیں آزادی عام طور پر بلکہ ہمیشہ کسی نہ کسی چیز سے چھٹکارے کا نام ہے۔۔۔۔۔۔

سپنوزا کچھ اور سوچتا ہے۔اُسکی آزادی بھی آزادی ہے۔گندم کا دانہ اُگنے کے لیے آزاد ہے اگر اُسے اچھی زمین میں بویا جائے بجائے پتھریلی زمین کے جہاں پرندہ آتا اور اُسے چُگ لیتا ہے۔پرندہ گندم کے دانے سے زیادہ آزاد ہے۔کیونکہ اگر اس پتھریلی زمین پر دانہ نہ ہوتا تو پرندہ اُڑ جاتا اور کہیں اور سے پنا کھانا تلاش کرتا۔انسان پرندے سے زیادہ آزاد ہے۔کیونکہ یہ بہت سے حالات میں زندہ رہ سکتا ہے۔لہذا اسپنوزا کہتا ہے کہ ایک جیسے حالات میں دو مختلف کام کرنا آزادی نہیں بلکہ آزادی اُس قابلیت کا نام ہے جس سے ایک ہی کام مختلف حالات میں کیا جا سکے۔

آرمینین اور رومش کے نزدیک آزادی اختلاف رائے کے انتخاب کا نام ہے۔کچھ بھی نہیں ہے۔بالکل نہیں ہے۔آسمان پر حالات جیسی کوئی چیز نہیں ہے یا زمین کے نیچے یا زمین کے نیچے پانیوں میں لیکن خاص طور پر آسمان پر تو حالات جیسی کوئی چیز نہیں ہے جو دیئے گئے خیال کو قبول کرنے کے مجبور کرے۔برعکس انتخاب کا انحصار شخص پر ہوتا ہے جسے وہ کرنا چاہے کر لیتا ہے۔

لیکن الٰہی آزادی کیا ہو سکتی ہے؟ ایک بات تو واضح ہے کہ کوئی بھی ایسی طاقت، حالات یا اصول نہیں ہے جو خدا کی پہنچ سے باہر ہو کر اُسے کوئی بھی کام کرنے پر مجبور کرے۔ تخلیق دنیا سے پہلے حالات نامی کوئی چیز نہیں تھی۔

اگرچہ کچھ فلاسفرز کہتے ہیں کہ اندرونی اصول تھے جو بیرونی حالات کا موجب بنے۔ لیکن ایک مسیحی کا ایمان ہے کہ خدا کے تخلیق کرنے سے پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن ایسا اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے خدا نے سوچ رکھا تھا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے اور یہی ذہنی پریشانی مجبور کرتی ہے کہ اس پر مزید سوچا جائے۔ مزید گفتگو کی جائے۔ کہ کیا خدا کی سوچ انسان کی سوچ جیسی ہے۔ بہت سے ماہرین الٰہیات کہتے ہیں کہ نہیں خدا کی سوچ انسان جیسی نہیں ہے۔ وہ بنیادی طور پر خدا کی جو تصویر پیش کرتے ہیں کہ خدا نے پہلے یہ فیصلہ نہیں کیا تھا۔ بعد میں خدا نے دنیا تخلیق کرنے کا انتخاب کیا۔ لیکن ماہرین الٰہیات کا کہنا ہے کہ نہیں۔ کوئی بیرونی تحریک نہیں تھی بلکہ یہ خدا کا اپنا منصوبہ تھا کہ وہ دُنیا کو تخلیق کرے۔

یہ ساری پریشانی مصنفین کی وجہ سے ہے وہ یہ لکھنا بھول ہی گئے کہ خدا لاتبدیل ہستی ہے۔ گرشیس یہ کہتا ہے کہ کسی نے بھی اس سلسلے اور میل کو تشکیل نہیں دیا بلکہ یہ ضرورت کے تحت ہوا۔

جس قانون کے تحت وہ بات کرتا ہے وہ الٰہی مرضی کو زیر بحث لاتا ہے نہ کہ وہ جو اُسکی فطرت میں وراثتی طور پر ملا ہو۔ اسی لیے خدا اپنی قوت استعمال کرنے، کسی کو الگ کرنے یا کسی قانون میں تبدیلی لانے کے لیے آزاد ہے۔ گروشیس کوئی پہلا شخص نہیں ہے جس نے یہ تسلیم کیا ہو کہ خدا اپنی مرضی کے لیے آزاد ہے۔ مطلب یہ کہ وہ اپنا خیال کسی بھی وقت تبدیل کر سکتا ہے۔

تاہم آزادی کے مفہوم کو بیان کیا جانا چاہیے اور اسکے عملی نکات کی نشاندہی ہونی چاہیے مثلاً کوئی انسان حالات کے پیش نظر فیصلہ لیتا ہے اور اگر وہ ان درپیش حالات کے مطابق فیصلہ نہیں بھی کرتا تو اس سے آپ کیا مُراد لیں گے۔ اگر اس تعریف کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا کائنات بغیر اصول اور منصوبے کے ہی معرض وجود میں آ گئی۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے اس تعریف کے مطابق انسانی فیصلوں پر الٰہی قانون نافذ ہوتا ہے۔ سارے الٰہی قانون کے تحت چلتے ہیں۔ جہاں تک خدا کی آزادی کی بات ہے تو وہ آزاد ہستی ہے۔ وہ کچھ بھی کسی بھی

وقت کرسکتا ہے ۔خدا سے بڑی اورکوء طاقت نہیں ہے ۔خدا لاتبدیل ہے گروشیس نے چند سطروں می مرضی اروفطرت می فرق کو بیان کیا ہے ۔

خدا کی مرضی اور اُسکے کام لاتبدیل ہیں ۔

ہوبز جوگروشیس کے مطابقت کے قانون کو رد کرتا ہے ۔کہتا ہے کہ یہ کسی حد تک درست ہوسکتا ہے لیکن یہ بھی قانون مکمل طور پر قابل قبول نہی ہے ۔خدا سوچتا ہے یہ بالکل صحیح ہے ۔لیکن راستبازی کے لیے کوئی معیار ضرور ہونا چاہیے ۔اُسکا یہ بیان خدا کو انصاف کے قانون سے پرے لے جاتا ہے ۔معیار کی بات درست ہے لیکن یہ اُس وقت ہوسکتا ہے جب یہ خدا کی بادشاہت کیدائرہ سے باہر ہو ۔حقیقت میں خدا کی بادشاہت ارض وسما پر محیط ہے ۔ہوبز بھی ہوشیس کی طرح اس دلیل کو پس پشت پھینکنا چاہتا ہے ۔یہ معیار ہی دراصل خدا کی فطرت ہے ۔اور یہ معیار ہی خدا کی مرضی ہے ۔یہ دلیل ہر دنیاوی قوت کے برعکس خدا کی بادشاہت کو اعلی وارفع اور قادر تسلیم کرتی ہے ۔مگر اس دلیل کو بہت تنقید کا سامنا ہے ۔یہ سوال کو جنم دیتی ہے کہ مرضی اور فطرت میں فرق ہے ۔فطرت کیا ہے؟ فطرت کسی چیز کی ذاتی خصوصیت نہیں ہے یہ کسی چیز کی خصوصیات میں سے ایک ہے ۔خدا کی فطرت یا کتے کی فطرت ۔ایسا ہے کیونکہ یہ خدا یا کتے کی خصوصیات میں سے ایک ہے ۔جو خدا کی مرضی کو کنٹرول کرتی ہے جیسے اسحاق وائس تحریر کرتا ہے کہ کتوں کی خوشی بھونکنے اور کاٹنے میں ہے کیونکہ یہ اُنکی فطرت ہے ۔1۔

فطرت کی اصطلاح کا جائزہ لیتے ہوئے کوئی یہ پوچھ سکتا ہے کہ مرضی کیا ہے؟ اگر ہم انسان کی مرضی پر بات کریں تو عام طور پر انسان اپنے لیے جس چیز یا سرگرمی کا انتخاب کرتا ہے ۔اسی بات کو لے لیجیے کہ کیا مرضی عمل کی قوت یا انتخاب کا نام ہے یا عمل اور ساکن رہنے کی درمیانی کیفیت کا نام ہے ۔مثلاً اے ٹی اور ٹی میں پیسے جمع کروانا اور پھر یہ معلوم کے پیسے اکاونٹ میں ہیں وہاں رہنے دینا ۔

ایک نظم ہے ۔جو بچپن میں لکھی گئی تھی ۔کبھی بھی گرجا گھروں میں مقبول نہ ہونا ۔

اور کافی دیر تک پریشان ہوتے رہتے ہیں ۔ہم کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں اور اُس کام کو کرگذرتے ہیں ۔پھر جب ہم

الٰہیات کا مطالعہ شروع کرتے ہیں اور اسے خدائی مرضی سمجھتے ہیں۔تو ہم قائل ہو جاتے ہیں اور تصور کر لیتے ہیں کہ خدا فیصلے کرتا ہے۔وہ مرضی سے تخلیق کرتا ہے اور سوچ سمجھ کر تخلیق کرتا ہے۔وہ کسی کو بچاتا ہے یا نہیں اور اسی طرح باقی کام بھی اگر چہ ہم اسے اونچی آواز میں نہیں کہتے لیکن تصور کر لیتے ہیں کہ خدا پریشان ہو گیا تھا کہ وہ خلق کرے یا خلق کرنے سے انکار کرے۔وہ بچائے یا کسی کو بچانے سے انکار کر دے۔وہ اگر وہ کسی کو بچانے کا فیصلہ کرتا ہے تو پھر اُسے وہ ذرائع استعمال کرنے چاہیے جن کا ہم تصور کر سکیں۔

اب اگر چہ یہ تمام اشیاء کا ایک ہی فطرت کے تحت انتخاب کیا گیا ہے۔اور سب کے بنانے کا مقصد ہے۔ہوبز اور دوسرے اپنا آخری سوال دینا چاہتے ہیں اور جواب بھی اپنے جواب سے مختلف دینا چاہتے ہیں۔یہ مجھے منطقی طور پر درست لگتا ہے۔یہ آخری نقطہ پر خدا کو پہلے سے فیصلہ کر لینے والی ہستی سمجھتے ہیں۔اور پھر اُسے ایسے روپ میں پیش کرتے ہیں کہ وہ صرف بڑے اور عظیم کاموں کے لیے پہلے فیصلے کر لیتا ہے۔اور باقی کا انتخاب بعد میں کرتا ہے۔یہ بات خدا کو عارضی مخلوق بنا دیتی ہے۔اگر مخلوق نہیں تو عارضی ذات ضرور بنا دیتی ہے۔

اس قسم کا خیال تو الٰہی حکمت و شعور کے بالکل برعکس ہے لاتبدیل خدا نے کبھی کوئی چیز نہیں سیکھی اور نہ ہی وہ اپنا ذہن تبدیل کرتا ہے۔وہ جیکسن کے کسی کونے میں ہیں اور وہ سیارے بھی جو نظامِ شمسی کا حصہ ہیں۔نیچے دی گئی دو مثالیں فانی کائنات کی تخلیق کے متعلق ہیں۔وقت کی ابتداء اُسوقت ہوئی جب خدا نے پہلے غیر فانی فرشتے کو تخلیق فرمایا۔

یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ وہ لاخطا ہے اور غیر فانی ہے میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کیونکہ بائبل یہ سکھاتی ہے۔شاید آپ میں سے کوئی اس سے بھی زیادہ ہم معنی آیات کی مدد لے سکے۔یہ بالکل واضح اور صحیح ہے کیونکہ سلسلہ وار الٰہیات میں اس بات کی کمی رہی ہے کہ اُس میں اس موضوع پر روشنی ڈالی گئی۔خوش قسمتی یہ ہے کہ چیدہ چیدہ لازمی نکات نے اس خلا کو پُر کر دیا ہے۔جیسا کہ کارنوک اس بارے میں بہت سی آیات دیتا ہے۔نہ کہ کائناتی دعویٰ پیش کرتا ہے۔اگر خدا ہمارے سر کے بالوں کو جانتا ہے کہ وہ کتنی تعداد میں ہیں۔اگر وہ ستاروں کو اُنکے ناموں سے جانتا ہے اور چڑیا کی زندگی کی حد کو جانتا ہے تو ہمیں یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔یہاں پر خدا کی

باقی صفات کےعلاوہ کچھ حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں۔ پہلےوہ بیان کیے گئے ہیں۔جنکو شاید بعد میں کرنا چاہیے تھا۔

ان میں سے پہلی آیت کوشاید اُسکی صحیح روح میں نہ سمجھا جائے۔

لیکن اُسکی اہمیت کوکم نہیں کیاجا سکتا۔

زبور:5-147: ہماراخداوندعظیم اورقادرقوت ہے۔اُسکی حکمت نا قابلِ مساحت ہے۔2

اسموئیل 3-2: غرور سےتم زیادہ باتیں نہکرو تمہارےلبوں سےلاف نہ نکلے۔

کلیسیوں 3-2: جس میں حکمت اورمعرفت کے سب خزانے پوشیدہ ہیں۔

یہ تینوں بالخصوص ان میں آخری دوآیات خالصتاًخدا کی حکمت اورکائنات کے متعلق ہیں۔اور یہ تینوں بالخصوص ان میں آخری دو آیات پڑھنے میں شاید کائنات کے متعلق نہ لگیں لیکن اُنکی عملی قوت کونظر انداز نہیں کیاجا سکتا۔

اشعیا 10 :46: میں ابتدا سے انتہا تک اورقدیم سے جوباتیں نہیں ہوئیں بتاتا ہوں اورکہتاہوں کہ میری مشورت قائم رہے گی۔

عبرانیوں 13 :4: اوراُسکےحضور میں کوئی مخلوق بھی چُھپا ہوانہیں بلکہ جس سے ہماراکلام ہےاُسکی نگاہ میں سب چیزیں کھلی اور بےنقاب ہیں

کیاتم میں کوئی یہ تسلیم کرنے کی جرات کرسکتا ہے کہ ایسی چیزیں بھی ہیں جوتخلیق نہیں کی گئی اورپھر بھی اُسکی نگاہ میں نہیں۔

درج ذیل آیات بتائیں گی کہ خدا کاعلم نہ توبڑھتا ہےاورنہ ہی کم ہوتا ہے بلکہ وہ لاتبدیل اورابدی ہے۔

خروج 14 :3 میں ہوں جوہوں۔

زبور2"90 ازل سے ابدتک توہی خدا ہے۔

ملاکی:6"3۔کیونکہ مَیں خداوندتبدیل نہیں ہوتا ہوں۔

اتیمتھیس 17"1۔زمانوں کابادشاہ۔

یعقوب 1"7 ۔نور کا باپ جس میں کوئی تبدیلی نہیں وہ سائے کی طرح نہیں ڈھلتا۔

2 ۔اگر چہ یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ خدا سب کچھ جانتا ہے اور کوئی بھی اُسکی نظر سے چھپا نہیں ۔عبرانی لفظ کا مطلب بے بیان نہیں ہے ۔ دراصل عبرانی زبان میں بے بیان یا لامحدود کا لفظ ہے ہی نہیں ۔مسپر جو اس آیت میں عبرانی لفظ استعمال ہوا ہے اُسکا مطلب ہے تعداد ۔اسکا مطلب زیادہ تعداد بھی ہو سکتی ہے اور کم بھی ۔داؤد اپنی سلطنت میں لوگوں کی کم از کم تعداد جاننا چاہتا تھا ۔خدا تو ستاروں کی کل تعداد سے بھی واقف ہے ۔**انگریزی زبان کے لفظ** میں سوال اس لیے پوچھا گیا ہے کہ کیا واقعی خدا کا علم لامحدود ہے ۔اگر ایسا ہے تو خدا کا علم ترتیب کے ساتھ نہ ہوا تو پھر نامکمل ہوگا ۔**علم نمبروں** کا نمبر برابر ہوتا ہے نمبر کے نمبروں کے کیونکہ دونوں لامحدود ہیں ۔اس لیے اگر خدا کا علم لامحدود ہے تو پر آخری حد سے پار بھی کچھ تو ہوگا ۔کوئی کاملیت نہیں ہے ۔یہ ممکن ہے کہ گنتی کی سلسلہ وار گنتی کی کوئی حد نہ ہو ۔آج منگل ہے ۔یہ سچ ہے کہ آج منگل ہے ۔یہ سچ ہے کیونکہ یہ سچ ہے کہ آج منگل ہے ۔ایڈنا سیم ۔۔۔۔۔۔

"اب اُن چند آیات کی طرف آتے ہیں جو بڑے شاندار انداز سے بتاتی ہیں کیا خدا کیا کچھ جانتا ہے؟

کرنوک اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کے لیے درجنوں آیات دیتا ہے لیکن سب اسی نقطہ کی وضاحت نہیں کرتیں ۔یہاں پر آدھی درجن سے کم آیات کافی ہونگی اور یہ ایک کڑی کے ساتھ باہم منسلک ہیں ۔

یوحنا 13:18 ۔جنہیں نے میں نے چُنا ہے انہیں میں جانتا ہوں ۔

رومیوں 9:11 ۔ہنوز جب لڑکے پیدا نہ ہوئے تھے تا کہ انتخاب میں خدا کا ارادہ قائم رہے ۔

افسیوں 1:4 ۔اُسی نے ہمیں بنائے عالم سے پیشتر اُسمیں چُنا ۔

افسیوں 1:9 ۔اپنا وہ نیک ارادہ جو اُس نے اپنے آپ ٹھہرایا تھا ۔

۲ تیمتھیس 2:19 ۔خداوند اپنوں کو پہچانتا ہے ۔

دیکھیں پہلی اور پانچویں آیت اور کوئی نقطہ پیش نہیں کرتی سوائے کہ جنکو خدا نے نہیں چنا وہ اُسکے نہیں ہیں ۔

خدا لاتبدیل اور سب کچھ جاننے والا ہے اور یہ بات واضح کر دیتی ہے اُسکے بغیر نجات کا ارکوئی راستہ نہیں ہے نہ ہی وہ باتیں جو ہوجز نے بتائیں کیونکہ وہ لاتبدیل خدا ہے ۔مزید گفتگو کرتے ہو مُصنف کہتا ہے کہ ایک موقع پر خدا اپنی مرضی ظاہر کرتا ہے تو دوسرے کسی موقع پر وہ اپنی مرضی سے دوبارہ کام کرتا ہے لیکن ویسٹ منسٹریشنز از روئے بائبل کہتے ہیں کہ خدا لاتبدیل ہے ۔رضا مندی کا یہ طریقہ جو مطابقت پیدا کرتا ہے نہ صرف یہ صحیح ہے بلکہ وہ بھی جو دنیا کے کسی کونے میں مچھر کی مثال دیکر بیان کیا گیا تھا۔ہر چیز ضروری ہے ۔یہ تصور خدا کی بادشاہت بیان کرتا ہے یہ نہ سوچیں کہ مچھروں کے بارے دیا گیا حوالہ اخلاق سے بالاتر تھا۔

ولیم کلن برینٹ کیلون ایسٹ تھا اور اسکی الہیات ناقابل رحم ہے ۔تاہم ایک موقع پر اُس نے سچائی کو شروع کیا ہے ۔اگر چہ اُس نے ابھی تک ود عمل کرنا شروع نہیں کیا۔ایک مسیحی اپنے آپکو برینٹ کی الہیات سے الگ کر کے واٹر فول کے الفاظ کے ساتھ شروع کر سکتا ہے۔

قوت ہے جس کی تشنگی

بے راہ ساحل پر راستہ دکھاتی ہے

اکیلے گھومتے رہیں لیکن کھوتے نہیں

وہ جو زون، سے زون تک

اپنی روشنی سے لامحدود آسمان تک رہنمائی کرتا ہے ۔

لمبی مسافت کہ مجھے اکیلے طے کرنی ہے ۔میرے قدموں کی راتی سے ہدایت کرتا ہے ۔

یہ سوال کا جواب دیتے ہے اگر چہ میل کا طریقہ کار بادشاہت پر منحصر ہو یا انصاف پر اور اس کا جواب بھی کہ یہ خدا پر منحصر ہے وہ کسی کو چنتا ہے یا رد کرتا ہے ۔نجات دیتا ہے یا نہیں دیتا۔کوئی موقع دیئے بغیر یا نہیں ۔جیسا کہ مصنف اس بات سے رضا مندی کا اظہار کر چکا ہے کہ صلیب پر

مسیح کی قربانی نے باپ کے عدل کو ظاہر کر دیا ہے۔

اب ثابت ہو چکا ہے کہ انصاف، بادشاہت کا حصہ ہے۔ کوئی اخلاقی اصول خدا سے برتر نہیں ہے۔ مجھے یہ کہنا چاہیے کہ کوئی بھی اخلاقی اصول خدا کی بادشاہت سے افضل نہیں ہے۔ خدا کی مرضی اور فہم دونوں ایک ہی ہیں۔ انصاف وہ ہے جو خدا سوچتا ہے۔ یہ سوچنا کہ کوئی بھی کام ہو سکتا ہے یا یہ کہنا کہ خدا کوئی بھی کام کر سکتا ہے۔ یا پھر خدا تو ہے ہی چنے ہوؤں کو نجات دینا بادشاہت کا حصہ ہے۔ اور کائنات کا نظام چلتا جاتا ہے۔ خدا کو تخلیق کرنا تھا۔ اس لیے نہیں کہ کوئی بیرونی قوت تحریک دیتی تھی بلکہ کیونکہ وہ خدا ہے۔ خدا جو تخلیق نہ کرتا تخلیق نہ کی ہوگی۔ تو وہ بائبل کا خدا نہ ہوتا۔

بیسویں صدی میں لگ جدید بلکہ جدید تر بننا پسند کرتے ہیں۔ صرف دس سال پرانی چیز سو سال، ایک ہزار سال پرانی نہیں بلکہ دس سال پرانی رد کر دی جاتی ہے، بیکار، بوسیدہ، فضول، ناقابل استعمال سمجھ کر ٹھکرا دی جاتی ہے۔ آج ہم تعلیم یافتہ ہیں۔ ایک چھوٹی سی تھرڈ گریڈ بچی نے اپنی ماں کو بتایا کہ مجھے ریاضی سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں معاشرتی شعور کو فروغ دے رہی ہوں اس لیے جونی الٰہیات نہیں پڑھ سکتا۔

چند مسیحیوں کو ابھی تک Mirabile dictue اور Gloria in excelsis deo ابھی تک یاد ہے۔ اگرچہ اُنکو معلوم نہیں کہ مصنف نے آج کے دور کے لیے ہی اسے تحریر کیا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی ایک سو انچاس زبور ہیں لیکن آج کل وہ جدید گیت گانا پسند کرتے ہیں۔ خاص طور پر نئی نسل تو صرف آج کی شاعری پسند کرتی ہے۔

اگستنس تو پالیڈے نے لکھا، دوسری چیزوں کی نسبت، انہی صفات کا مشاہدہ c3 خدا کی سادگی اور تمام الٰہی صفات کی پہچان، بادشاہت اور انصاف کے درمیان تعلق کو قائم کرتی ہے۔ درج ذیل الفاظ میں تو پلیڈے بیان کرتا ہے، اگرچہ عظیم اور ہمیشہ خدا سادگی پسند کرتا ہے۔

3 اگستنس کے مکمل کاموں سے پیگنشین تو پلیڈے، لندن 1869

وہ انمول ہے ہماری کمزوری کو قوت میں تبدیل کر دیتا ہے اور ہماری محنتوں کو بارآور کر دیتا ہے۔ منتشر نعمتوں اور خزانوں کو یا صفات کو اپنے کلام کے مطابق ہمیں عطا کر دیتا ہے۔ جو عموماً ہمیں مختلف لگتیں ہیں کہ یہ اُسکی عنایت ہے بھی یا نہیں۔ لیکن دراصل یہ سب کچھ اُسکی عزت ہے اور سب کچھ اس کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ (P-675, Col-I) تو پلیڈے، خدا کی آزادی، اور اُسکی مرضی کی آزادی، اُسکی ابدیت، اُسکی لازوال حکمت، انصاف اور رحم کو اُسکی ہستی کا جوہر سمجھتا ہے۔

خدا کی ہستی کی صفات اس قدر زیادہ ہیں کہ آپ اُنکو بارہ صفحات کے مضمون یا اس سے زیادہ بڑے مضمون میں بھی نہیں لکھ سکتے۔ جدید تاری، مت گھبراؤ، میں آپ کو صرف چند پیراگراف پڑھنے کے لیے دونگا۔

خدا اپنی حکمت میں اس قدر کامل ہے کہ کوئی بھی اُسکے علم کو کم نہیں کر سکتا۔ اُسکے کام ازل سے ہی مان لیے گئے ہیں۔ نتیجاً خدا کو کسی چیز کا علم نہیں۔ اس لیے وہ پہلے سے کوئی بھی کام منصوبے کا تحت نہیں کرتا۔ جو کچھ بھی خدا پہلے سے جانتا ہے اور منصوبہ بناتا ہے۔ وہ بے شک اور یقینی طور پر ہوتا ہے۔ اُسکے علم کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ خدا ہے اور آپ اُسے خدا ہونے سے روک نہیں سکتے۔

کچھ لوگ بحث کرتے ہیں کہ جیسا کوئی کہتا ہے ویسا ہوتا نہیں۔ جتنی کہ اگر کوئی جانتا ہو کہ کل یہ ہو کچھ ہوگا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اُسکے کام کے ہونے کا سبب ہے۔ ہو بھی سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ اُس کام کے ہونے کا سبب نہ ہو تو یقیناً اُسکی وجوہات مختلف ہونگی۔ جب تک وہ کام رونما نہ ہو جائے وہ اس کے اسباب جان نہیں پائیگا۔ 4۔ اب جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا سب کچھ جاننے والا ہے تو اس سے مراد یہ ہیکہ سب کاموں کا ہونا یقیناً ہے اگر اُن کامون کے رونما ہونے میں خدا کی ہستی شامل نہیں تو پھر کوئی اور بیرونی قوت کارفرما ہوگی اور جو کوئی خود انحصار ہستی ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں خدا کو خدا ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔ اس پیرے میں تو پلیڈے یہ اسے تسلیم کیا ہے۔ خدا کا سب کچھ پہلے سے ہی جاننے کی بات کو غلط انداز میں سمجھا گیا ہے۔ خدا سب کاموں کے رونما ہونے کا ٹھوس سبب نہیں ہے۔ لیکن ہر کام میں اُسکی رضا شامل ہوتی ہے اور وہ ہر کام کے متعلق پہلے سے آگاہ ہوتا ہے۔ جیسا ہم اعمال 2:23 میں پڑھتے ہیں کہ اُسکی مرضی اور پہلے سے کسی چیز

کے بارے اُس کا علم دونوں اکٹھے کام کرتے ہیں ۔ بعد میں اُس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے وہ کیسے رونما ہوا یا جو پہلے کام ہو چکا وہ کیسا تھا (675.Col25) کریں کہ پہلے سے معلوم ہونے کا انحصار معتبر اصلاح پر ہے۔یہ انسان کے لیے سچ نہیں ہے ۔مثلاً میں جانتا ہوں کہ مسیح دوبارہ آئے گا۔یہ واقعہ یقینی ،لازمی اور طے شدہ ہے۔لیکن اسے میں نے طے نہیں کیا۔

توپلیڈے کے لیے صرف چند مزید فقرے کہنا چاہتا ہوں ۔جو کچھ ہوتا ہے جو کچھ ہونے جا رہا ہے ۔یہ اس لیے ہے کہ خدا کی ہستی پیشتر سب کچھ جانتی ہے اور وہی ہر چیز کی ابتدائی اور عظیم وجہ ہے ۔کیونکہ ہر کام میں اُسکی رضا شامل ہونی چاہیے۔تو وہ کسی چیز یا کام کے ہونے کا نہ ہوتے ہوئے بھی سبب بن جاتا ہے ۔کوئی بھی اور ذات کسی بھی کام کا سبب نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ ہی سب کاموں کا سبب ہے (677)بعد میں ایک اور والیم ہے 819-784)(اسکے ڈبل کالم ہیں) اس میں اس کا ایک مضمون ہے ۔مسیحی اور فلسفیانہ مشترکہ خصوصیات کی سکیم۔

آج کے پاسٹر صاحبان کے رجحانات اور دلچسپیوں کی بناپر گزشت دور کے پاسٹر صاحبان کے ساتھ موازنہ کی اجائے تو پھر دیکھیں گے کہ اُنکو آپ اتنا کامل پائیں گے کہ اصلاح کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ۔ولیم کنگم (تاریخ کلیسیا کا پروفیسر ہے جو نیو کالج ایڈن برگ میں پڑھاتا ہے ۔6۔وہ سر ولیم ہیملٹن کے ذریعے ڈاکٹر چالمرز پر اخلاقی طور پر مار دیا گیا ہے ۔اُس نے اُنکی الٰہیات کو رد کر دیا اور اُسے فضول گرداتا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ چالمر وہاں فلاسفی پڑھاتا ہے ۔ضروریات کی فلاسفی کا وہ استاد تھا۔کنگم کے مطابق ویسٹ منسٹر فیتھ فلسفیانہ ضرورت کی اجازت دیتا ہے لیکن اُسکے متعلق سکھاتا کچھ نہیں ہے ۔چالمر نہ صرف اس نظریہ کو تسلیم کرتا ہے بلکہ اسے راسخ الاعتقاد لاخطا بھی مانتا ہے۔

نیچی سطح ، بہت ہی نیچی سطح پر ، ہائپر کیلون ازم ٹوڈے ، کے عنوان پر پرپسبٹرین جنرل نومبر 18-1981 میں یہ مضمون چھپا تھا۔ جسے ریورنڈ دونلڈ اے نے تحریر کیا تھا۔اس مصنف کو بہت سراہیا گیا تھا کیونکہ یہ جانتا ہے کہ کیلون ازم کتنی اشتعال انگیز ہے ۔اور وہ اسکی واضح

وضاحت کرتا ہے ۔نامور مصنفین اور اور مبلغین نہ تو بیان دینا جانتے ہیں اور نہ اُسے سمجھتے ہیں ۔اشتعال انگیز کیلون ازم یہ ہے کہ، کیلون ازم کا نظر یہ ہے کہ یسوع تمام دنیا کے گنہگاروں کے لیے نہیں آیا اور نہ تمام دنیا کے گنہگاروں کو یسوع کے بطور نجات دہندہ قبول کرنے کی ضرورت ہے ۔اشتعال انگیز کیلون ازم کہتی ہے کہ یسوع صرف اُنکا نجات دہندہ ہے جن کو خدا نے اپنے لیے چُن لیا ہے 14

ایسے لوگ بھی ہیں ۔ جو اپنے آپکو ہارڈ شیل بپٹسٹ کہلواتے ہیں ۔ بہت کم ہونگے اور میں کسی تعلیم یافتہ پر یسبڑ ین کو نہیں جانتا ۔ ڈینکر ے خود تسلیم کرتا ہے کہ وہ تقریباً بہت کم تعلیم یافتہ ہیں ۔

تاہم وہ اس اصطلاح سے خوب واقف ہے اس لیے وہ یہ اصطلاح ان لوگوں کے لیے استعمال کرتا ہے جو لوگ اس سے ناواقف ہیں ۔وہ اس انداز سے سوال پوچھتا ہے کہ وہ اپنے قاری حضرات سے اُسکا وہ جاب لینا چاہتا ہے جو اُسے خود بھی معلوم نہیں ہے ۔ جبکہ صحیح جواب کو وہ رد کر دیتا ہے ۔اس بات کو تسلیم کرنے کی بجائے کہ ہم اتنی تھوڑی تعداد میں ہی ۔تعلیم یافتہ بھی نہیں ہیں ۔ ہماری اتنی اہمیت بھی نہیں ہے وہ یہ کہتا ہے کہ چونکہ ہم اقلیت میں ہیں اس لیے ہمارے ساتھ رحمدلی سے پیش آجائے ۔ یہ سچ ہے کہ وہ قلیل تعداد میں ہیں لیکن بیسویں صدی کی سب سے خطرناک بدعت کیلون ازم ہے ۔شاید اٹھارہویں صدی میں بھی اشتعال انگیز کیلون ازم میں ہی خطرناک ترین بدعت تھی ۔ فائیٹ فیلڈ جس کو اس بدعت والوں نے کہا کہ یہ ہماری تحریک کا تصدیق دہندہ ہے اُس نے خود اقرار کیا کہ یہ بشارتی تحریک کے زمرے میں نہیں آتی ۔اگر چہ بائبل ہمیں کہتی ہے کہ تم تمام دنیا کو انجیل کی خوشخبری دو ۔لیکن اشتعال انگیز کیلون ایسٹ کہتے ہیں کہ صرف چنے ہوؤں کو خوشخبری دو ۔اگر مجھے اچھی طرح یاد ہے تو کلیرنس ایڈورڈ مارکٹنی نے جواب دیا تھا ۔ کہ تم مجھے بتاؤ کہ میں چُنا ہوا ہوں یا نہیں پھر میں تم کو بتاؤں گا کہ چُنے ہوئے کون ہیں ۔

ڈاکٹر ڈینکر لے سب کو بتاتا ہے کہ خدا تمکو پیار کرتا ہے ۔اگر خدا سب کو پیار کرتا ہے تو یہ صرف یعقوب کے لیے ہی نہیں بلکہ عیسو کے لیے بھی ہے ۔7

خدا کی بادشاہت کے متعلق میرا یہی نظریہ ہے اور اعتراض کرنے والوں کو میرا یہی جواب ہے۔جلال صرف خداوند کو حاصل ہے۔

7۔اس مضمون کے مطابق اشتعال انگیز کیلون ایسٹ اور مسٹر ڈینکر لے یوحنا 16"3 کو غلط انداز میں سمجھ رہے ہے جبکہ اس کی وضاحت یوحنا رسول اپنے پہلے خط میں دیتا ہے۔۔۔۔